گارمنٹس کے چلتے کاروبار میں شرکت کا طریقہ

ریفرینس نمبر:IEC-0164 تاریخ:20-02-2024

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ میرے دوست کا گارمنٹس کا چلتا ہوا کاروبار ہے۔ کاروبار کو وسعت دینے اور مزید سوٹ خریدنے کے لیے اسے رقم کی ضرورت ہے۔ میں اس میں حصہ ملانا چاہتا ہوں۔ اس وقت اس کی دکان میں تقریباً دس لاکھ روپے کا مال ہے، اور میں بھی دس لاکھ روپے ملانا چاہتا ہوں، یوں ہم دونوں کی انویسٹمنٹ برابر، برابر ہو گی لیکن چونکہ کام میرا دوست ہی کرے گا، اس لیے اس کا نفع 60 فیصد اور میرا نفع 40 فیصد ہو گا۔ یہ رہنمائی فرمادیں کہ ہم چلتے ہوئے مذکورہ کاروبار میں کس انداز میں شرکت کریں کہ سرمایہ برابر ہونے کے باوجود ہمارا نفع کم، زیادہ لینا شرعاً درست ہو جائے۔ نیز اس صورت میں نقصان ہوا تو کس کا کتنا نقصان ہو گا؟ یہ بھی واضح کر دیجیے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

جو طریقہ سوال میں درج ہے اس کے مطابق شرکت جائز نہیں البتہ تھوڑی سی تبدیلی کر لی جائے تو جائز صورت ممکن ہے۔

پوچھی گئی صورت میں دکان میں موجود مال کی مکمل جانچ کرتے ہوئے یہ طے کر لینا ضروری ہے کہ مال کتنے کا پڑا ہوا ہے؟ پھر انویسٹر یعنی آپ اس کا آدھا حصہ یعنی شیئر خرید لیں۔ بالفرض وہ مال 10 لاکھ کا ہے تو آپ نے پانچ لاکھ روپے کے بدلے اپنے دوست کی دکان میں موجود مال کا شیئر خرید لیا، یوں ہر ایک سوٹ دونوں کی ملکیت میں آگیا، بدلے میں پانچ لاکھ روپے انہیں دے دیں، اور سامان پر قبضہ کر لیں۔ پھر آپ اور آپ کے دوست دونوں پانچ، پانچ لاکھ روپے ملا کر دس لاکھ روپے میں عقدِ شرکت کر لیں، اس طرح کہ مشترکہ کپڑوں کے ساتھ دس لاکھ روپے کی مشترکہ رقم سے گارمنٹس کی خرید و فروخت کا کام کریں گے، نفع میں 60 فیصد حصہ آپ کے دوست کا ہو گا، 40 فیصد حصہ آپ کا ہو گا۔ اس طریقے سے آپ دونوں کا نفع کم، زیادہ مقرر کرنا شرعاً جائز ہو گا۔

یاد رہے کہ یہاں سامان میں شرکتِ ملک ضمنی ہے، عقدِ شرکت اصل میں نقدی میں واقع ہو گی ، لہٰذا سامان میں ضمنی شرکت ملک قائم ہو جانے کے بعد نقدی میں شرکتِ عقد کر کے نفع کم یا زیادہ مقرر کرنے میں شرعاً کوئی خرابی نہیں۔ لیکن یہ بات ذہن میں رکھیں کہ چونکہ اس صورت میں آپ دونوں کی سامان میں ملکیت اور نقدی برابر، برابر ہو گی لہٰذا اگر بالفرض نقصان ہوا تو دونوں شریک نقصان میں برابر کے شریک ہوں گے۔

مختصر القدوری میں ہے: "وإذا أرادا الشركة بالعروض باع كل واحد منهما نصف ماله بنصف مال الآخر ثم عقدا الشركة" یعنی اگر سامان میں شرکت کرنا چاہیں تو ان میں سے ہر ایک اپنے مال کا نصف، دوسرے شخص کے مال کے نصف کے عوض فروخت کرے پھر دونوں عقد شرکت کر لیں۔

(مختصر القدوری، صفحہ 111، مطبوعہ: دار الكتب العلمية)

ہدایہ شریف میں ہے: "هذه شركة ملك لما بينا ان العروض لا تصح راس مال الشركة" یعنی یہ شرکت ملک ہو گی اس لیے کہ ہم پہلے بیان کر چکے کہ سامان کو شرکت کا راس المال بنانا درست نہیں۔

(ہدایہ، جلد 3، صفحہ 9، مطبوعہ بیروت)

نہر الفائق میں ہے: "ان العروض لا يصلح مال الشركة نعم ذكر الاكمل عن شيخه عبد العزيز البخاری وشيخه هو الامام قوام الدين الكاكی وصرح الكاكی هنا بانه اخذ عن صاحب (الهداية) ما حاصله ان ما ذكره المصنف تبعا للقدوری من جواز الشركة اختيار شيخ الاسلام وصاحب (الذخيرة) وشرح الطحاوی واختار شمس الائمة وصاحب (الهداية) انه لا يجوز عقد الشركة اتفاقا وهو اقرب الى الفقه لبقاء جهالة راس المال والربح عند القسمة بخلاف ما اذا باع نصف عرضه بنصف دراهم صاحبه ثم اشتركا لان الدراهم بهذا العقد صارت نصفين بينهما فيكون ذلك راس مالهما ثم بينا حكم الشركة فی العروض تبعا" یعنی عروض مال شرکت کی صلاحیت نہیں رکھتے۔ علامہ اکمل نے اپنے (شیخ کے) شیخ علامہ عبد العزیز بخاری کے حوالے سے نقل کیا جبکہ علامہ اکمل کے شیخ امام قوام الدین کاکی ہیں، اور علامہ کاکی نے اس بات کی صراحت فرمائی ہے کہ علامہ عبد العزیز بخاری نے صاحب ہدایہ کی بات سے یہ نتیجہ اخذ کیا۔ اس بحث کا حاصل کلام یہ ہے کہ مصنف نے امام قدوری کی

اتباع میں جواز شرکت کا قول ذکر کیا تو یہ شیخ الاسلام، صاحب ذخیرہ اور شرح الطحاوی کا اختیار کردہ ہے جبکہ شمس الائمہ اور صاحب ہدایہ نے اس بات کو اختیار فرمایا کہ یہاں بالاتفاق عقد شرکت جائز نہیں، اور یہی قول اقرب الی الفقہ ہے، اس لیے کہ (محض سامان میں شرکت ہو تو) راس المال اور نفع میں تقسیم کے وقت جہالت باقی رہے گی البتہ اگر نصف سامان کو نصف دراہم کے بدلے خرید لے پھر دونوں (رقم میں) شرکت کریں (تو وہاں یہ حکم نہیں ہوگا) اس لیے کہ اس صورت میں دراہم دونوں کے درمیان مشترکہ ہوں گے اور یہی ان کا راس المال بنے گا پھر ہم عروض میں تبعاً شرکت کا حکم دیں گے۔

(النہر الفائق، جلد3، صفحہ299، دار الکتب العلمیہ بیروت)

عنایہ شرح ہدایہ، معراج الدرایہ شرح ہدایہ میں ہے:"واللفظ للاول : واختار شمس الائمة السرخسی وصاحب الھدایة انه لا یجوز عقد الشرکة بالاتفاق وھو اقرب الی الفقه لبقاء جھالة راس المال والربح عند القسمة ۔۔۔بخلاف ما اذا باع نصف عرضه بنصف دراھم صاحبه ثم اشترکا لان الدراھم بھذا العقد صارت نصفین بینھما فیکون ذلک راس مالھما ثم یثبت حکم الشرکة فی العروض تبعا وقد یدخل فی العقد تبعا ما لا یجوز ایراد العقد علیه "یعنی شمس الائمہ سرخسی اور صاحبِ ہدایہ نے اس بات کو اختیار فرمایا کہ بالاتفاق یہاں عقد شرکت جائز نہیں، یہ قول اقرب الی الفقہ ہے، اس لیے کہ تقسیم کے وقت نفع اور راس المال میں جہالت باقی رہے گی۔ہاں اگر نصف سامان کو نصف درہم کے بدلے فروخت کیا پھر شرکت کی تو اس عقد میں دراہم دونوں کے نصف ہو جائیں گے اور یہی دراہم ان کا راس المال بنے گا پھر عروض میں شرکت کا حکم تبعاً ہوگا اور کبھی عقد میں تبعاً وہ چیز داخل ہو جاتی ہے جس پر اصالۃً عقد کرنا، جائز نہیں ہوتا۔

(عنایہ شرح ھدایہ، جلد6، صفحہ175، دار الکتب العلمیہ بیروت)

فتاوی عالمگیری میں ہے:"ولو کان بینھما تفاوت بان تکون قیمة عرض احدھما مائة وقیمة عرض صاحبه اربعمائة یبیع صاحب الاقل اربعة اخماس عرضه بخمس عرض الآخر فصار المتاع کله اخماسا کذا فی الکافی، وکذلک اذا کان لاحدھما دراھم وللآخر ینبغی ان یبیع

صاحب العروض نصف عروضه بنصف دراهم صاحبه ويتقابضان ثم يشتر كان "یعنی: اگر دونوں کے اموال میں تفاوت ہو اس طور پر کہ ایک کے سامان کی قیمت سو ہے اور دوسرے کے سامان کی قیمت چار سو ہے تو کم سامان والا اپنے چار خمس دوسرے کے خمس کے بدلے بیچ دے تو اب کل مال کے پانچ حصے بن جائیں گے جیسا کہ کافی میں ہے۔ یونہی جب ان دونوں میں سے ایک کے پاس درہم ہوں اور دوسرے کے پاس سامان ہو تو سامان والا اپنے آدھے سامان کو اپنے شریک کے نصف دراھم کے بدلے فروخت کر دے گا اور دونوں بدلین پر قبضہ کریں گے پھر شرکت کریں گے۔

(فتاوی عالمگیری، ج02، ص307، مطبوعہ بیروت)

صدرالشریعہ بدرالطریقہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: "نفع میں کم وبیش کے ساتھ بھی شرکت ہوسکتی ہے مثلاً ایک کی ایک تہائی اور دوسرے کی دو تہائیاں اور نقصان جو کچھ ہوگا وہ راس المال کے حساب سے ہوگا، اس کے خلاف شرط کرنا باطل ہے۔"

(بہار شریعت، جلد2، صفحہ491 مکتبۃ المدینہ کراچی)

الجواب صحیح

ابو محمد مفتی علی اصغر عطاری مدنی

کتبہ

المتخصص فی الفقہ الاسلامی

فرحان احمد عطاری مدنی

09شعبان المعظم 1445ھ/20فروری 2024ء

نوٹ: مرکز الاقتصاد الاسلامی (Islamic Economics Centre) کی جانب سے وائرل ہونے والے کسی بھی فتوے کی تصدیق دارالافتاء اہلسنت اور مرکز الاقتصاد الاسلامی (Islamic Economics Centre) کی ویب سائٹ اور مرکز الاقتصاد الاسلامی کے فیس بک پیج islamicEconomicsCentre سے کی جاسکتی ہے۔
دارالافتاء اہل سنت ویب سائٹ www.daruliftaahlesunnat.net | مرکز الاقتصاد الاسلامی (Islamic Economics Centre) کی ویب سائٹ www.iecdawateislami.com
ایڈریس: فیضان پلاٹ نزد حنفیہ مجاہدین مسجد متصل عالمی مدنی مرکز فیضانِ مدینہ
Email:appointment@iecdawateislami.com